92 کلومیٹر کا سفر اکٹھا نہ ہو، بیچ میں کام سے رکنا ہو تو شرعی مسافر کا حکم ہوگا؟

دار الافتاء اھلسنت (دعوت اسلامی)

سوال

کیا فرماتے علمائے دین اس مسئلہ کے بارے میں کہ ایک شخص سیل مین ہے ۔ وہ اوکاڑہ سے لاہور کا سفر اس طرح کرتا ہے کہ پہلے رینالہ رکتا ہے، وہاں اس نے اپنا مال ایک دکان پر دینا ہے، پھر اس نے آگے پتوکی جانا ہے اور وہاں بھی اپنا مال اس نے ایک دکان پر دینا ہے، پھر اس سے آگے لاہور جاتا ہے ۔ لاہور جاکر وہاں پندرہ دن رہنے کی نیت نہیں ہوتی، بلکہ ایک دو دن میں کام مکمل کرکے واپسی کا ارادہ ہوتا ہے ۔ اوکاڑہ سے رینالہ شرعی سفر نہیں ہے، اسی طرح رینالہ سے پتوکی اور پتوکی سے لاہور تک بھی شرعی سفر یعنی 92 کلومیٹر نہیں بنتا، مگر اوکاڑہ سے لاہور کا ٹوٹل سفر 92 کلومیٹر سے زیادہ ہے ۔ پوچھنا یہ تھا کہ وہ شخص رینالہ ، پتوکی اور لاہور میں اپنی نماز پوری پڑھے گا یا قصر کرے گا؟

جواب

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَلْجَوَابُ بِعَوْنِ الْمَلِکِ الْوَھَّابِ اَللّٰھُمَّ ھِدَایَۃَ الْحَقِّ وَالصَّوَابِ

قوانین شرعیہ کے مطابق کسی بھی شخص کے شرعی مسافر بننے کے لیے ضروری ہے کہ وہ کم ازکم تین دن کی مسافت یعنی 92 کلومیٹر یا اس سے زائد یکمشت سفر کے ارادے سے اپنی بستی یا شہر سے نکل جائے ۔ اگر یکمشت سفر کا ارادہ نہیں ہے، بلکہ سفر کئی حصوں میں تقسیم ہے کہ پہلے ایک جگہ جانا ہے، وہاں کچھ کام ہے وہ نمٹا کر آگے جانا ہے، تو یہ رکنا چاہے کم وقت کے لئے ہو یا زیادہ وقت کے لئے، سفر کو منقطع کردے گا ۔ **لہذا پوچھی گئی صورت میں مذکورہ شخص رینالہ ، پتوکی اور لاہور میں اپنی نماز پوری پڑھے گا،** کیونکہ اوکاڑہ سے

لاہوراگرچہ شرعی سفر بن جاتا ہے، مگراس شخص کا یہ سفر متصل نہیں ہے، بلکہ کئی حصوں میں تقسیم ہے، لہٰذا وہ مسافر نہیں ہوگا۔

علامہ ابن نجیم مصری حنفی رَحمۃُ اللہ تَعالٰی عَلَیہ (سالِ وفات: 970ھ/1562ء) لکھتے ہیں: ”ذکر الاسبیجابی المقیم اذا قصد مصراً من الامصار وھو مادون مسیرۃ ثلاثۃ ایام لا یکون مسافراً، ولو انہ خرج من ذلک المصر الذی قصد الی مصر آخر وھو ایضاً اقل من ثلاثۃ ایام فانہ لا یکون مسافراً و ان طاف آفاق الدنیا علی ھذا السبیل لا یکون مسافراً“ ترجمہ: علامہ اسبیجابی رحمہ اللہ نے ذکر کیا ہے کہ مقیم جب کسی شہر کا قصد کرے اور وہ شہر تین دن سے کم فاصلے پر ہو تو یہ مسافر نہیں ہوگا، اور اگر اس مقصود شہر سے (پھر آگے کے لیے) نکلا اور وہ بھی تین دن سے کم فاصلے پر ہے، تو وہ مسافر نہیں ہوگا اگرچہ اس طور پر پوری دنیا گھوم لے۔ (بحر الرائق، جلد2، صفحہ 228، مطبوعہ کوئٹہ)

قصد اُرُکنا یعنی سفر کا یکمشت نہ ہونا بلکہ حصوں میں تقسیم ہونا منافی سفر ہے، چنانچہ سیدی اعلیٰ حضرت الشاہ امام احمد رضا خان علیہ رحمۃ الرحمٰن لکھتے ہیں: ”فأما إذا لم يجتمع مدة سفر أو اجتمعت ولم يكن من قصده أول الخروج إلا بلد دون مدة سفر، ثم حدث القصد إلى آخر فالحكم واضح أيضا (وهو عدم القصر) وكذلك إذا خرج ناويا مدة سفر، وهو المقصود الاصلى وله بعض حاجات في مواضع واقعة في البين، فالحكم ظاهر أيضا وهو القصر، لأن العبرة بأصل المقصود وإنما الاشتباه فيما إذا خرج بمقاصد عديدة كلها مقصود بالذات، وفي أقصاها ما هو على مسيرة سفر، وخرج أولا متوجها إلى ما هو دونها، ثم توجه إلى آخر، ثم إلى الأقصى، فهل يعتبر أن من قصده حين الخروج الذهاب إلى ما هو على مسيرة سفر، وإن لم يكن حين خرج متوجها إليه وقاصدا له في الحال، بل قاصدا غيره؟ أم يلاحظ ما هو مقصوده في الحال فيتم، وظاهر إطلاق "البزازية" و "الفتح" هو الإتمام“ یعنی: جب مسافت سفر نہ بنتی ہو یا بنتی ہو مگر اپنے علاقے سے نکلتے وقت مسافت سفر سے کم پر واقع شہر کا ارادہ ہو بعد میں دوسرے شہر جانے کا ارادہ بنے، تو ایسی صورت میں بھی حکم واضح ہے یعنی قصر نہ ہونا۔ ایسے ہی اگر مدت سفر کی نیت سے نکلا مگر درمیان میں کچھ کام کرنے ہیں تب بھی حکم واضح ہے کہ قصر نماز پڑھنی ہے،

کیونکہ اعتبار اصل مقصود کا ہے، اشتباہ صرف اس صورت میں ہے کہ متعدد مقاصد جو مقصود بالذات ہیں ان کے ارادے سے گھر سے نکلا اور آخری مقصد مدت سفر پر واقع ہے اور پہلے مدت سفر سے کم پر گیا پھر دوسرے مقصد کی طرف متوجہ ہوا، تو گیا اس کا اعتبار ہو گا کہ نکلتے وقت اس کا ارادہ اس جگہ کا بھی تھا جو مدت سفر پر واقع ہے، اگرچہ نکلتے وقت وہاں نہیں جا رہا تھا اور فی الحال وہاں جانے کا ارادہ نہ تھا، بلکہ دوسری جگہ کا ارادہ تھا یا فی الحال جو مقصود ہے وہاں کا لحاظ کرتے ہوئے پوری نماز کا حکم دیں گے۔ بزازیہ اور فتح القدیر کے اطلاق سے ظاہر پوری نماز پڑھنا ہے۔ (جد الممتار، جلد03، صفحہ575، مطبوعہ مکتبۃ المدینہ، کراچی)

فتاوی رضویہ میں ہے: ”جو مقیم ہوا اور وہ دس دس پانچ پانچ بیس بیس تیس تیس کوس کے ارادے پر جائے کبھی مسافر نہ ہو گا ہمیشہ پوری نماز پڑھے گا اگرچہ اس طرح دنیا بھر کا گشت کر آئے جب تک ایک نیت سے پورے چھتیس کوس یعنی ساڑھے ستاون میل انگریزی کے ارادے سے نہ چلے یعنی نہ بیچ میں کہیں ٹھہرنے کی نیت ہو اور اگر دو سو میل کے ارادے پر چلا مگر ٹکڑے کرکے یعنی بیس میل جا کر یہ کام کروں گا وہاں سے تیس میل جاؤں گا وہاں سے پچیس میل، وعلی ہذا القیاس مجموعہ دو سو میل تو وہ مسافر نہ ہوا کہ ایک لخت ارادہ ۵۷ میل کا نہ ہوا، ہاں جو مسافر ہے مقیم نہیں وہ جہاں ہے وہاں بھی قصر پڑھے گا اور وہاں سے ایک ہی میل یا کم کو جائے خواہ زیادہ کو، وہاں بھی قصر ہی کرے گا جب پورے پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کسی محل اقامت میں نہ کرے۔“ (فتاوی رضویہ، جلد08، صفحہ268، مطبوعہ رضا فاؤنڈیشن لاہور)

وَاللہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مفتی محمد قاسم عطاری

فتوی نمبر: OKR-0003

تاریخ اجراء: 07ذوالحجۃ1446ھ/04جون2025ء